



## سوال

(32) طاعون کا ٹیکہ لینا

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

1- شرع شریف کا کیا حکم ہے، انا کیولیشن وبائے طاعونی کا ٹیکہ محض حفاظتِ جان کے لیے مسلمانوں کو لینا عند الشرع شریف کیا ناجائز ہے؟

۲- اور جس نے ٹیکہ لیا وہ مسلمان کیا نہیں رہتا؟

۳- کیا کسی وبایا مصیبت کے ازالہ میں اپنے اور اپنی قوم کے لیے کوشش کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

۴- کیا ظہورِ آہار و علامت و باہیں بنظر حفظِ صحت نقل مقام چاہیے کہ نہیں؟

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

جواب ۱: صورت مستفسرہ میں ٹیکہ وبائے طاعونی کا مسلمان لے سکتا ہے، جبکہ اس باب میں کوئی ممانعت شرعی نہیں ہے، کیونکہ جو دو ٹیکہ کے ذریعہ سے پہنچائی جاتی ہے، اس میں کسی قسم کا نشہ نہیں ہوتا اور نہ بے ہوشی ہوتی ہے، بلکہ اس کے فوری اثر سے طاعون کی سمیت بیکفخت دور ہو جاتی ہے اور پھر ٹیکہ لینے والے پر طاعون غالب ان شاء اللہ نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر بمثلہ ہزار ہا آدمیوں کے کسی کے خون میں طاعون کی کچھ سمیت شاید آ بھی جائے تو کچھ نقصان نہیں پہنچتا، جس طرح چچک کا ٹیکہ خاص و عام کے نزدیک زیادہ فائدہ بخش ہے، ویسا ہی یہ ٹیکہ طاعونی ہزار ہا اشخاص کی آزمائش میں مفید ثابت ہوا اور ثابت ہوتا جاتا ہے۔

چنانچہ میں نے عرصہ تک اس طاعونی ٹیکے کے لینے والوں اور دیگر وسائل سے تحقیق کیا تو اس کے فوائد پر بلور اطمینان ہو گیا اور کوئی مانع امر شرعیہ نہ پایا۔ لہذا اپنے قومی بھائیوں کے شک رفع کرنے کے لیے میں نے خود طاعونی ٹیکہ مروجہ لیا تو بفضلہ تعالیٰ میرے تجربے میں بہت فائدہ رساں پایا گیا، اس ٹیکہ سے کسی نوع اور قسم کی طاقت زائل یا کم نہیں ہوتی، نہ کوئی دوسرا مرض پیدا ہوتا، نہ نشہ آتا، نہ کچھ بے ہوشی ہوتی، جس سے کسی وقت کی نماز فوت ہو جائے۔ جب یہ موانع نہیں ہیں تو کوئی قباحت شرعی ٹیکہ لینے میں مانع نہیں۔ دوا کرنے اور علاج کرانے کی کوئی ممانعت حضرت شارح رحمۃ اللہ علیہ سے موجودہ حالت میں پائی نہیں جاتی ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دوائیں ارشاد فرمائی ہیں اور یہ ٹیکہ دوا ہے۔

۲- ٹیکہ لینے سے کفر یا ارتداد عند الشرع واقع نہیں ہوتا اور نہ ٹیکہ لینے والا فاسق و فاجر یا مردود الشہادۃ ہوتا۔ جب یہ حالت ہے تو اس کے ایمان و اسلام میں ذرہ برابر فرق نہیں۔ وہ پہنچتا مسلمان ہے۔

۳- ہر مسلمان بلکہ انسان پر فرض ہے کہ جب قوم یا وہ خود کسی ناگمانی مصیبت و بانہیہ بیماری میں پھنس جائے یا مبتلا ہو جانے کا خطرہ و خوف ہو تو ایک دوسرے کی جائز اعانت کرے اور



مصیبت و بانہ کے دفع کے لیے فوراً کوشش کرے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

وَتَأْتُوا عَلَى الْبِرِّ وَالشَّقْوَىٰ وَلَا تَأْتُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ: ۲)

”نیک اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم و زیادتی میں مدد نہ کرو۔“

طاعون یا کسی وبا سے بچنے و بچانے کی کوشش اٹھو عدوان میں داخل نہیں ہے، بلکہ مدد کرنے والا عند اللہ ماجور ہوگا، جب کہ جان کو خطرہ سے بچانے گا۔

۲۔ جب کسی مقام میں ظاہر ہو کہ وبا آچلی ہے اور اس کے علامات نمایاں ہو چکے (عام اس سے کہ کوئی مبتلا نہ ہو) اس سے بچنے کے لیے عمدہ سامان ہمہ میر یہی ہے کہ چند سے وہ آبادی چھوڑ دی جائے اور کسی ایسے جنگل یا ہوادار مقام میں قیام کرے جہاں آبادی نہ ہو اور سمیت و بانہ بھی اس خطے میں نہ ہو۔ جب اصلی سکن سے وبا جاتی رہے تو واپس آجائے اور جو غربا ایسے نقل مکان کے وقت مفلس ہوں، ان کی حتی المقدور اعانت ہر قسم کی کرے اور ان کی اور اپنی جان بچانے، کیونکہ اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے :

وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ (البقرہ: ۱۹۵)

”اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔“

کسی کا ایسے مملکہ سے جان بچانا اور امداد کرنا خدا کے محسنین میں داخل ہوتا ہے، جو ہزار ہا اموات کا باعث ہو تو شرعاً جائز نہیں ہے۔ جنگل میں آبادی سے باہر چلا جانا خلاف شرع نہیں۔ خدا اور رسول ﷺ نے جان بچانے کی تدبیر کرنے کو منع نہیں فرمایا ہے۔ واللہ اعلم

خادم قوم عبدالعزیز رضوی صدیقی عفی عنہ

ہم کو چاروں جواب کے ساتھ اتفاق ہے، بے شک یہ ٹیکہ دوا ہے، اس کے ساتھ کوئی اعتقاد شرکیہ نہیں ہے۔ پس جس طرح ساری ادویات باذن اللہ تعالیٰ تاثیر پیدا کرتے ہیں، ویسا ہی یہ ٹیکہ بھی اور اس میں کسی قسم کا محذور شرعی نہیں ہے۔ پس ٹیکہ لینے والا بے شک و شبہ مسلمان ہے اور بے شک مدد و اعانت مصیبت زدہ کی کرنا موجب اجر کثیر ہے۔ جو اس کو خطا سمجھے، وہ غاطی ہے۔

اور حدیث صحیح: ”الطاعون شحادة لكل مسلم“ (طاعون کی موت ہر مسلمان کے لیے شہادت کی موت ہے) کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کے علاج و تدبیر ازالہ کی نہیں کی جائے، کیونکہ ہدم و غرق میں بھی درجہ شہادت کا ملتا ہے۔ پھر بھی رسول اللہ ﷺ نے اپنی دعائیں: ”اللهم إني أعوذ بك من الهم والحزن ومن الغرق وغير ذلك“ (اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں غرق اور عمارت گرنے کی موت سے) فرمایا ہے۔ اور جس شہریا گاؤں میں سمیت و بانہ آگئی ہو، وہاں سے دوسرے شہریا گاؤں میں جانے کی ممانعت آئی ہے۔ اسی مصلحت سے کہ دوسری جگہ کے لوگ بھی اس میں مبتلا ہو جائیں گے، باقی رہا اسی شہریا گاؤں میں رہ کر صرف حفظ کے واسطے آبادی کو چھوڑ کر میدان ہوادار میں یا جنگل میں جانا یہ داخل فرار نہیں ہے، کیونکہ وہ شخص کسی آبادی میں نہیں گیا ہے، جہاں لوگ آباد ہیں۔ پس اس پر اطلاق فرار کا نہیں ہوا۔ واللہ اعلم (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۶۷۵، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۹۱۶)۔ (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث: ۱۵۵۲، سنن النسائی، رقم الحدیث: ۵۵۳۳)

حدا مہندی واللہ اعلم بالصواب



صفحه نمبر 164

محدث فتویٰ